



سوال

(235) دورانِ ایام فوت شدہ روزوں کی قضاء

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایام کی حالت میں جو روزے رہ جائیں، انہیں رمضان کے بعد کس حد تک مونخر کیا جاسکتا ہے؟ کیا انہیں مسلسل رکھنا ہوتا ہے یا متفرق طور پر بھی رکھے جاسکتے ہیں؟ قرآن و حدیث میں ان کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ایام کے دوران جو روزے رہ جائیں ان کی قضا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“ [1]

اگر روزے کے دوران حیض شروع ہو جائے تو اس سے بھی روزہ ختم ہو جاتا ہے، جس کی قضا بعد میں دینا ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ [2]

قضاء شدہ روزوں کے متعلق بہتر ہے کہ انہیں آئندہ رمضان سے پہلے پہلے پورا کیے جائیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے ذمہ رمضان کے روزے ہوتے تھے تو میں ماہ شعبان کے علاوہ ان کی قضا کے متعلق طاقت نہ رکھتی تھی۔ [3] راوی حدیث نے اس کی وجہ بایں الفاظ بیان کی ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہ کر پاتی تھی۔ [4] ہمارے رجحان کے مطابق حق بات یہ ہے کہ اگر استطاعت ہو تو جلدی قضا دینا ضروری ہے کیونکہ زندگی کے ایام مستعار ہیں، ان کے ختم ہونے کا علم نہیں، اس لیے اس قسم کا قرض چکانے میں جلدی کرنا چاہیے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لپنۃ رب کی مغفرت کی طرف جلدی کرو۔“ [5]

قضاء شدہ روزوں کو مسلسل رکھنا ضروری نہیں بلکہ انہیں متفرق طور پر بھی رکھا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رمضان میں قضاء شدہ روزوں کو اگر الگ الگ رکھ لیا جائے تو چنداں حرج نہیں۔ (بخاری، معلقاً) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کا فتویٰ مروی ہے۔ [6] مسلسل رکھنے کے متعلق جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

[1] صحیح مسلم، الجحش: ۳۳۵۔



[2] صحیح بخاری، الصوم : ۱۹۵۱۔

[3] مسند امام احمد: ص ۱۲۳، ج ۶۔

[4] صحیح بخاری، الصوم : ۱۹۵۰۔

[5] آل عمران : ۱۳۳۔

[6] دار قطنی : ص ۱۹۳، ج ۲۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 222

محدث فتویٰ